نمبر ۱۱۸ | ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۳ اپریل سنہ ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

مجلس مشاورت ۳۴ء کی مختصر روئداد

۳۰ مارچ کی کارروائی

جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں مختصر اطلاع دیجا چکی ہے۔ مجلس شوریٰ کا اجلاس ۳۰۔ اپریل بعد نماز جمعہ وعصر جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جمع کر کے مسجد نور میں پڑھائیں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں سوا تین بجے شروع ہوا۔ اس دفعہ گذشتہ سالوں کی طرح ہال کی شمالی جانب سٹیج بنانے کی بجائے مغربی جانب بنائی گئی۔ اور مغربی جانب کی نچلی گیلری میں خواتین کے لئے نشست کا باپردہ انتظام کیا گیا۔ صوفی حافظ غلام محمد صاحب بی۔ اے نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے دعا کی اہمیت۔ اور مشورت کے متعلق مختصر سی تقریر فرمانے کے بعد دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور تمام مجمع سمیت دیر تک دعا فرمائی۔

پھر افتتاحی تقریر کی جس میں نمائندگانِ جماعت احمدیہ پر ان کے فرائض کی اہمیت واضح کرتے ہوئے شوریٰ میں پیش ہونے والے معاملات کے متعلق غور کرنے اور رائے دینے کے بارے میں ضروری ہدایات ارشاد فرمائیں۔ آخر میں نظارت بیت المال کے لئے ۲۱۔ ارکان کی نظارت تعلیم وتربیت کے لئے ۱۶۔ ارکان کی۔ اور نظارت دعوت وتبلیغ کے لئے ۱۶۔ ارکان کی سب کمیٹیاں تجویز فرمائیں۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ سب کمیٹیاں اجلاس کے ختم ہونے کے بعد ۳۱۔ مارچ کا اجلاس شروع ہونے تک جس کے لئے ۱۱ بجے کا وقت مقرر تھا۔ اپنی اپنی رپورٹیں تیار کرلیں۔ اس پر مجلس شوریٰ کا پہلا اجلاس ۴½ بجے ختم ہوا۔ اس اجلاس میں احمدی جماعتوں کے ۴۰۰ نمائندگان شریک تھے۔ جو صوبہ پنجاب کی جماعتوں کے علاوہ صوبہ سرحد یو۔پی۔ بہار۔ حیدرآباد دکن۔ سندھ۔ بمبئی اور ہندوستان کی مختلف ریاستوں کی احمدیہ جماعتوں کی طرف سے تشریف لائے۔ وزیٹروں کی تعداد ۱۰۶۳۔ تھی:۔

۳۱۔ مارچ کی کارروائی

دوسرے دن ۳۱ مارچ مجلس شوریٰ کا پہلا اجلاس ½۱۱ بجے تلاوت قرآن اور دعا کے بعد شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سب کمیٹیوں کی رپورٹیں پیش کرنے کا ارشاد فرمانے سے قبل تقریر فرمائی جس میں زیرِ غور معاملات کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے آداب مجلس اور اظہار رائے کے متعلق ضروری ہدایات ارشاد فرمائیں۔ اور جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو اس کام پر مقرر فرمایا۔ کہ تقریر کرنے والوں کو باری باری تقریر کرنے کا موقعہ دیں

اس کے بعد پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے مختلف مدات میں وہ اضافے سنائے۔ جو دورانِ سال میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی منظوری سے کئے گئے تھے۔ پھر جناب ناظر صاحب اعلےٰ نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ خلیفہ وقت کے ذاتی مصارف کے متعلق جو فیصلہ مجلس مشاورت سنہ ۱۹۲۷ء میں ہوا تھا

اور جس کا ایک حصہ یہ تھا۔ کہ ایسے مصارف کی زیادتی کے متعلق ہر پانچ سال کے بعد غور ہوا کرے۔ لیکن اس میں یہ بات فیصلہ ہونے سے رہ گئی۔ کہ دوبارہ غور کرنے کے لئے کس محکمہ کی طرف سے یہ معاملہ پیش ہو۔ لہٰذا اب آئندہ کے لئے فیصلہ کیا جائے۔ کہ یہ امر کس محکمہ کی طرف سے پیش کیا جایا کرے۔ اس کے متعلق جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے فرمایا۔ میری رائے ہے۔ کہ جب یہ معاملہ پیش کرنا ہو۔ تو نظارت اعلیٰ کی طرف سے پیش ہو۔ اس سے تمام نمائندگان نے اتفاق ظاہر کیا۔

اس کے بعد حضور نے سب کمیٹی نظارت دعوت و تبلیغ کی رپورٹ پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے بحیثیت سکرٹری سب کمیٹی رپورٹ پیش کی۔ نمائندگان کی آراء سننے کے بعد حضور نے چند پابندیوں کے ساتھ مباحثات منظور کرنے اور جلسہ سالانہ کا مقررہ تاریخوں میں رمضان میں ہونے کی منظوری عطا فرمائی۔ اسکے بعد سب کمیٹی نظارت تعلیم و تربیت رپورٹ لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے پیش کی اور نظہار رائے کے بعد حضور نے بعض ترمیمات کے ساتھ اس کے ایک حصہ کی منظوری عطا فرمائی۔ اور بقیہ حصہ دوسرے دن پر ملتوی کرتے ہوئے ۹ بجے رات اجلاس ختم فرمایا۔ اس کے بعد حضور نے مسجد نور میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اور پھر تمام نمائندگان مجلس مشاورت اور دیگر اصحاب اس دعوت طعام میں شریک ہوئے۔ جو حضور نے اپنی کوٹھی دارالحمد میں دی۔ اس دعوت میں شریک ہونے والے اصحاب کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔

یکم اپریل کی کارروائی

یکم اپریل مجلس شوریٰ کا اجلاس ۸ بجے صبح تلاوت اور دعا کے بعد شروع ہوا جس میں سب کمیٹی نظارت تعلیم و تربیت کی بقیہ رپورٹ پیش ہوئی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳۱ مارچ کے آخری اجلاس کی بعض تقریروں پر تبصرہ فرماتے ہوئے لڑکیوں کی تعلیم جس رنگ میں ہونی چاہیئے۔ اس کا ذکر کیا۔ اور اس کے مطابق نصاب تعلیم تیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ پھر کچھ ہدایات حضور نے مجوزہ سکیم کے متعلق فرمائیں اور سکیم میں ان ہدایات کے ماتحت تغیر کرنے کے لئے سب کمیٹی مقرر کرتے ہوئے سکیم کے متعلق منظوری عطا فرمائی۔

پھر سب کمیٹی نظارت بیت المال کی رپورٹ جناب مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال نے بحیثیت سکرٹری کمیٹی پیش کی۔ اور بجٹ کی مد آمد و مد خرچ پر علیحدہ علیحدہ اظہار آراء کا موقع دیا گیا۔ آخر نمائندگان کی اس درخواست پر کہ ان ترمیمات کے ساتھ جن کے حق میں کثرت آراء ہے۔ حضور بجٹ منظور فرمائیں۔ حضور نے ایک کمیٹی مقرر فرماتے ہوئے جو حضور کے سامنے بجٹ پر غور کرے گی۔ بجٹ آمد خرچ منظور فرمایا۔ آخر میں چونکہ وقت تنگ ہو گیا تھا حضور نے مختصر سی تقریر فرمائی جس میں دیگر باتوں کے علاوہ سال رواں کا بجٹ پورا کرنے کی خاص طور پر تاکید فرمائی۔

اخبار احمدیہ

تبلیغ کا زریں موقع

ڈیرہ بابا نانک سکھوں کا ایک مقدس مقام ہے۔ اس جگہ بیساکھی کے میلہ پر ہزاروں کی تعداد میں سکھ جمع ہوتے ہیں۔ اگر کسی انجمن کے پاس گورمکھی یا اردو تبلیغی لٹریچر ہو۔ تو مہربانی کر کے ضرور بھیجیں۔ کہ تبلیغی لٹریچر کی اشاعت کا یہ بہترین موقعہ ہے۔ امرتسر۔ سیالکوٹ۔ لاہور کے احباب ضرور توجہ فرمائیں۔ خاکسار محمد عبد اللہ سکرٹری انجمن احمدیہ۔ ڈیرہ بابا نانک۔

درخواست ہائے دعا

(۱) میرا لڑکا بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار سید صمصام الدین۔ از بالی چنڈا پور۔ کٹک۔ (۲) میری بیوی اور بچے بیمار ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار علی اکبر خان تلونڈی راہاں۔ (۳) مجھ پر ایک جھوٹا مقدمہ دشمنوں نے دائر کر دیا ہے۔ مالی بھی نقصان ہوا ہے۔ دوست دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ خاکسار فیروز الدین ملک وال (۴) شیخ محمد اسمٰعیل صاحب متعلم طبیہ کالج علیگڈھ کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار محمد بشیر انبالہ۔ (۵) میرا بچہ بیمار ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار کرم بخش از علی پور۔ (۶) میرے ایک رشتہ دار مخالف نے میرے سامان پر قبضہ کر رکھا ہے۔ میں نے اس پر دعوےٰ دائر کیا ہے۔ احباب میری کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار محمد نظیر احمدی شاہ جہان پور۔ (۷) میری اہلیہ و بچہ بیمار ہیں۔ صحت کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار محمد علی از بجنور (۸) میں سٹیشن ماسٹر کی آسامی پر والٹن ٹریننگ سکول میں بھیجا گیا ہوں۔ کامیابی کے لئے دوست دعا کریں۔ خاکسار محمد صدیق۔ (۹) میرا لڑکا عبد الحمید اپنی کسی غلطی کی وجہ سے ایک مصیبت میں گرفتار ہے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ خاکسار حافظ طیب اللہ از مرشد آباد (۱۰) اخویم مکرم چودھری نور الدین صاحب احمدی ذیلدار چک $\frac{6}{11-L}$ ضلع منٹگمری بہت شریف اور خادم سلسلہ ہیں۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں نرینہ اولاد صالح عطا فرمائے آمین۔ آپ نے اس غرض کے لئے علاوہ اور صدقات وغیرہ کے ۵ نقد روپیہ خدمت دین میں دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ خاکسار تاج الدین لائل پوری از قادیان۔ (۱۱) مجھے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ دوست صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار غلام رسول از جھگڑیاں۔

اعلان نکاح

(۱) ۳۰ مارچ بعد نماز عشاء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے محمودہ بیگم بنت خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رامپوری کا نکاح معین الدین صاحب پسر سیٹھ محمد غوث صاحب حیدر آباد دکن سے بعوض مہر پانچ ہزار روپیہ سکہ برطانی پڑھا۔ ہم اس تقریب پر دونوں خاندانوں کو مبارکباد کہتے ہیں۔ اور ناظرین سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اس تعلق کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ (۲) ۱۵-جنوری ۱۹۳۴ء سعیدہ بیگم صاحبہ بنت شیخ فضل کریم صاحب مرحوم سابق اکونٹنٹ جنرل حیدر آباد دکن کا نکاح محمد حبیب علی خاں صاحب وٹرنری اسسٹنٹ سرجن ورنگل ریاست حیدر آباد دکن کے ساتھ ڈیڑھ ہزار روپیہ مہر پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ خاکسار محمد امام۔ قادیان۔ (۳) منشی محمد سعید اللہ صاحب محرر لوکل انجمن احمدیہ قادیان کا نکاح عزیزہ کنیز فاطمہ بنت جناب بابو شکر الٰہی صاحب ساکن نبی پور۔ ضلع گورداسپور سے ڈھائی سو روپیہ مہر پر مکرمی جناب مرزا عبد الحق صاحب وکیل گورداسپور نے ۲۳-فروری ۱۹۳۴ء بعد جمعہ احمدیہ مسجد گورداسپور میں پڑھا۔ خاکسار عبید اللہ از قادیان۔ (۴) ۱۱-مارچ ۱۹۳۴ء مسمی محمد ابراہیم ولد اللہ دتہ صاحب جٹ سکنہ اُچہ جچہ ضلع سیالکوٹ کا نکاح مسماۃ شریفاں بی بی بنت شکر الدین صاحب جٹ سکنہ داتہ زیدکا ضلع سیالکوٹ سے بعوض مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ خاکسار نے پڑھا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔ خاکسار اکبر علی سکرٹری انجمن احمدیہ داتہ زیدکا۔ (۶) ملک محمد شفیع ولد ملک خدا بخش ساکن لائل پور کا نکاح مولوی دل محمد صاحب نے ۱۱-فروری ۱۹۳۴ء بمقام امین آباد بدر اقبال بنت ملک اللہ دتا صاحب مرحوم کے ساتھ مبلغ ۵۰۰ روپیہ مہر پر پڑھا۔ خاکسار خدا بخش۔ از لائل پور۔

ولادت

(۱) بابو عبد الغنی صاحب کے ہاں اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے عبد الشکور نام تجویز فرمایا۔ احباب درازی عمر اور نیک بننے کی دعا کریں۔ خاکسار غلام نبی نوشہرہ (۲) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کی برکت سے خداوند کریم نے میرے ہاں لڑکی عطا فرمائی ہے۔ حضور نے رشیدہ بیگم نام تجویز فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں۔ مولودہ کی عمر دراز ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اُسے دین کی خادمہ بنائے۔ آمین۔ خاکسار عبد الکریم خاں۔ پونچھ۔ (۳)۔ میرے ہاں ۲۳ مارچ ۱۹۳۴ء لڑکا تولد ہوا۔ درازی عمر اور سعادت دارین کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار عبد العزیز از گلیانہ۔ (۴) ۹-مارچ خداوند کریم نے میرے ہاں فرزند عطا فرمایا ہے۔ حضرت اقدس نے عبد اللطیف نام تجویز فرمایا ہے۔ دوست دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ عمر دراز کرے۔ اور خادم دین بنائے۔ خاکسار عبد الغنی از گھونیوالہ (۵) مجھے ۲۰ سال کے بعد اپنے فضل خاص اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب مولود کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کی دعا کریں۔ خاکسار فضل الٰہی از ڈسکہ۔ (۶) خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۳۴ء کو ایک لڑکا عطا فرمایا ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ مولود کے لئے درازی عمر اور سعادت دارین کی دعا فرمائیں۔ خاکسار فیروز الدین کاتب الفضل۔ قادیان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸- ذوالحجہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

ہزایکسی لنسی وائسرائے ہند کی خدمت میں

جماعت احمدیہ کا ایڈریس

۲۶ مارچ ۱۹۳۴ء کو نمائندگان جماعت احمدیہ کا جو وفد ہزایکسی لنسی وائسرائے ہند کی خدمت میں دہلی حاضر ہوا۔ اس نے حسب ذیل ایڈریس پڑھا۔ (ایڈیٹر)

مبارکباد

جناب عالی!

ہم نمائندگان جماعت احمدیہ۔ جماعت احمدیہ اور اپنے امام کی طرف سے جناب کو ہندوستان کے گورنر جنرل۔ اور وائسرائلٹی کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہونے کی مبارکباد دیتے ہوئے جناب اور لیڈی ولنگڈن کی خدمت میں وہ ہدیۂ عقیدت مندی پیش کرتے ہیں۔ جس کے آپ ملک معظم کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے مستحق ہیں:۔

جناب عالی! گو بظاہر ہماری یہ مبارکباد اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جناب کو ہندوستان آئے قریباً تین سال ہونے لگے ہیں۔ کسی قدر عجیب معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ جناب کو معلوم ہے۔ اس تاخیر کا باعث ہماری طرف سے کوئی ہچکچاہٹ نہیں۔ بلکہ وہ اہم ذمہ واریاں ہیں۔ جن کی طرف ہندوستان میں قدم رکھتے ہی آپ کو متوجہ ہونا پڑا اور جن کی وجہ سے ہم اس فرض کو ادا کرنے سے اس وقت تک قاصر رہے۔ بہر حال ہم آپ کے ممنون ہیں۔ کہ باوجود اس کے کہ ابھی آپ کی مصروفیت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ آپ نے ہمیں اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا ہے:۔

جماعت احمدیہ کی ایک خصوصیت

جناب من! ہماری جماعت گو ایک قلیل جماعت ہے۔ اور تعداد کے لحاظ سے دوسری بہت سی جماعتوں کے مقابلہ میں کوئی نسبت ہی نہیں رکھتی۔ لیکن اس میں ایک خصوصیت ہے۔ جو دوسری اقلیتوں میں نہیں۔ اور وہ شدید مخالفت کے باوجود اس کی روز افزوں ترقی اور اس کا عالمگیر ہونا ہے:۔

جماعت احمدیہ کی ترقی

سلسلہ احمدیہ کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں پڑی ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کے قیام کو کل چوالیس سال ہوئے ہیں۔ لیکن اس عرصہ میں باوجود شدید مظالم اور اس کے دبانے کی کوشش کے یہ جماعت کل براعظموں میں پھیل گئی ہے۔ اور اس وقت ہندوستان کے علاوہ افغانستان۔ ایران۔ روس۔ عراق۔ مسقط۔ حجاز۔ شام فلسطین۔ مصر۔ الجزائر۔ سیلون۔ سٹریٹس سیٹلمنٹس۔ ماریشس۔ چین سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ جاپان۔ نیو گائنا۔ ٹرینی ڈاڈ۔ فجی۔ برازیل۔ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ۔ ساؤتھ افریقہ۔ ٹانگانیکا۔ کینیا۔ یوگنڈا۔ زنجبار۔ سیرالیون۔ گولڈ کوسٹ۔ نائیجیریا۔ اور انگلینڈ میں احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ یہ جماعتیں ہندوستانی مہاجرین کی نہیں ہیں۔ بلکہ خود ان ممالک کے اصلی باشندوں کی ہیں۔ ۱۹۲۶ء کے بعد سے ہی کہ جب لارڈ اردن کی خدمت میں ہم نے اپنا سپاسنامہ پیش کیا تھا۔ اس وقت تک جاوا۔ بورنیو۔ برازیل ٹرینی ڈاڈ اور فلسطین میں نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ اسی طرح یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں بیس سے زیادہ نئے شہروں میں نئی جماعت ہائے احمدیہ قائم ہوئی ہیں۔ اس ملک کے باشندے جن میں گورے اور کالے دونوں قسم کے شامل ہیں۔ کئی ہزار کی تعداد میں جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور کئی مساجد اس وقت تک تیار ہو چکی ہیں۔ انگلستان میں بھی ساؤتھ فیلڈز میں ہماری مسجد ہے۔ اور کئی شہروں میں احمدیہ جماعت کے افراد پھیلے ہوئے ہیں۔ گزشتہ مردم شماری سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنجاب میں دس سال کے عرصہ میں جماعت دگنی ہو گئی۔ اور بعض دوسرے ممالک میں تو اس کی رفتار ترقی اس سے بھی زیادہ ہے:۔

بانی احمدیت کا دعوےٰ اور اس کی مخالفت

جناب عالی!

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ ان کا یہ دعوےٰ تھا۔ کہ وہ کوئی نیا مذہب نہیں لائے۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ان غلطیوں کو دور کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ جو مرور زمانہ سے مسلمانوں میں پیدا ہو گئی تھیں۔ وہ اس مہدی اور مسیح ہونے کا دعوےٰ رکھتے تھے۔ جن کے آخری زمانہ میں ظہور کی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا یہ دعوےٰ تھا۔ کہ موعود مہدی اور مسیح کا کام رائج الوقت عقیدہ کے مطابق غیر مسلموں سے جنگ کر کے ان کو زبردستی مسلمان کرنا نہیں۔ بلکہ دلائل اور براہین اور تازہ نشانات کے ذریعہ سے اسلام کی خوبیوں کا شیدا بنا کر اسلام کا حلقہ بگوش بنانا ہے۔ ایک خونی مہدی کا عقیدہ جس نے تلوار کے ذریعہ سے مسلمانوں کی گم گشتہ طاقت کو واپس لانا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا۔ کہ آپ کے اس دعوےٰ کو عام مسلمانوں نے اسلام کے خلاف ایک چیلنج سمجھا۔ اور تلوار کے جہاد کی منسوخی کا الزام لگا کر آپ کو اور آپ کے مریدوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ پرانی امیدوں کو توڑنے کی کوشش کوئی معمولی بات نہیں۔ چنانچہ اس جرم کی بنا پر ہر ممکن کوشش بانی سلسلہ کو اور ان کے متبعین کو ایذا پہنچانے کی کی گئی۔ چنانچہ ہندوستان سے باہر سلسلہ کے بعض رکنوں کو اس وجہ سے قتل یا سنگسار کیا گیا۔ کہ وہ تلوار کے جہاد کا انکار کر کے مسلمانوں کی ترقی کی روح کو کچلنا چاہتے ہیں۔ اس کے متعلق اگر جناب مسٹر Frank A. Martin Engineer-in-Chief to the Afghan Government کی کتاب "Under the absolute Amir" کا مطالعہ فرمائیں۔ تو ایک یورپین مصنف کی عینی شہادت یقیناً جناب کے لئے نہایت دلچسپی کا موجب ہوگی:۔

جناب عالی! جہاں عام مسلمانوں کی طرف سے اس عقیدہ کی وجہ سے سلسلہ کی مخالفت ہوئی۔ وہاں ابتداءً حکومت بھی مہدی کے دعوےٰ کی وجہ سے بانی سلسلہ کو کم مشکوک نگاہوں سے نہیں دیکھتی تھی۔ لیکن زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا۔ کہ حکومت کے شکوک دور ہو گئے۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ حکومت برطانیہ نے بحیثیت حکومت کبھی سلسلہ کی ترقی کے رستہ میں روک پیدا نہیں کی۔ اور بانی سلسلہ احمدیہ ہمیشہ حکومت برطانیہ کے اس احسان کا اپنی کتابوں میں ذکر کرتے رہے ہیں:۔

جماعت احمدیہ کا سیاسی مسلک

جناب عالی! جماعت احمدیہ کا سیاسی مسلک ایک مقررہ

شاہراہ ہے۔ جس سے وُہ کبھی اِدھر اُدھر نہیں ہوسکتے۔ اور وُہ حکومتِ وقت کی فرمانبرداری۔ اور امن پسندی ہے اگر خدا تعالےٰ کے رسُول دُنیا کو امن دینے کے لئے نہیں آتے۔ تو وُہ یقیناً دُنیا کے لئے رحمت نہیں کہلا سکتے۔ بعض لوگوں نے سلسلۂ احمدیہ کی اس تعلیم سے یہ دھوکا کھایا ہے۔ کہ شائد جماعت احمدیہ حکومت ہند سے سازباز رکھتی ہے۔ لیکن جناب سے زیادہ کوئی اس امر کی حقیقت سے واقف نہیں ہوسکتا۔ کہ جس قدر شدت سے یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ اتنا ہی یہ الزام بے بنیاد ہے۔ جناب کو یہ سُنکر تعجب ہوگا۔ کہ یہ الزام نہ صرف ہندوستان میں لگایا جاتا ہے بلکہ بیرون ہند میں بھی۔ چنانچہ چند سال ہوئے ایک احمدی عمارت کی بنیاد کے موقعہ پر جرمن وزیر تعلیم نے شمولیت کی۔ تو اس کے خلاف لوگوں نے یہ الزام لگایا۔ کہ حکومت برطانیہ کی جاسُوس جماعت کے ساتھ اس نے اظہارِ تعلق کیا ہے۔ اور مجلس وزارت نے اس سے اس کے اس فعل پر جواب طلبی کی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ سلسلۂ احمدیہ صرف برطانوی حکومت کی فرمانبرداری کی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ ہر اک حکومت کی فرمانبرداری کی تعلیم دیتا ہے۔ پس اس کی تعلیم انگریزی حکومت سے سازباز کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ اس کی بنیاد امن پسندی اور روحانی طاقت کی عظمت پر ہے:۔

بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کے خاندانی حالات

جناب عالی! بانیٔ سلسلۂ احمدیہ اور ان کے خاندان کی اس خدمت کی عظمت کا جو انہوں نے برطانوی حکومت کے استحکام کے لئے کی ہے۔ پُورا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک کہ ان کے خاندانی حالات کو مدنظر نہ رکھا جائے۔ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ مغلیہ خاندان سے تھے۔ اور حاجی برلاس کی اولاد سے تھے۔ جو امیر تیمور کے چچا۔ اور اصل والیٔ سلطنت کش تھے۔ امیر تو غلق تیمور کے حملہ پر انہیں ملک چھوڑ کر خراسان آنا پڑا۔ بعد میں سلطان کے وعدہ پر وُہ تن تنہا سمرقند گئے۔ مگر غداری سے مارے گئے اور ان کا خاندان خراسان میں ہی رہا۔ جہاں سے بابر کے ایام سلطنت میں وُہ ہندوستان آگیا۔ اور اس نے قادیان کی بنیاد رکھی۔ لیکن باوجود اس کے کہ ان کے بنو العم امیر تیمور کی اولاد دہلی میں حکومت کر رہی تھی۔ علمی مشاغل کو ترجیح دیتے ہوئے وُہ سیاسیات سے الگ رہے۔ لیکن جب اورنگ زیب کے بعد مغلیہ سلطنت میں زوال شروع ہوا۔ تو وُہ خاندان جو ترقی کے وقت اپنا حصہ لینے سے بے پروا رہا تھا۔ تنزل کے وقت بوجھ بٹانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اور میرزا فیض محمد خان صاحب بانیٔ سلسلہ کے والد صاحب کے پڑدادا نے پنجاب کی طوائف الملوکی کا مقابلہ شروع کر دیا۔ جس پر شہنشاہ فرخ سیر نے ۱۷۱۶ء میں انہیں ہفت ہزاری کا عہدہ دیا۔ یعنے سات ہزار باقاعدہ فوج رکھنے کا اختیار دیا۔ یہ عہدہ سلطنت مغلیہ میں شہنشاہ فرخ سیر کے زمانہ تک شاہی خاندان کے افراد کے لئے مخصُوص تھا۔ اور شاہی خاندان سے باہر صرف چند گنتی کے آدمیوں کو ہی دیا گیا تھا۔ اس عہدہ کے علاوہ انہیں عضد الدولہ یعنے حکومت کے بازو کا خطاب بھی دیا گیا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے مرزا گل محمد خان محمد شاہ، شاہ عالم اور عالمگیر ثانی کے زمانوں میں پنجاب کی طوائف الملوکی کے دُور کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کرتے رہے اور ان بادشاہوں کے خطُوط سے جو ان کے نام لکھے گئے تھے معلُوم ہوتا ہے۔ کہ وُہ برابر ان سلاطین کو آنے والے فتنوں سے ہوشیار کرتے رہے۔ لیکن سوائے زبانی وعدوں کے دہلی کی حکومت نے ان کی کوئی امداد نہ کی۔ اور وُہ بغیر مرکزی حکومت کی امداد کے مضبوطیٔ سلطنت کی جدوجہد میں لگے رہے۔ آخر ان کے بیٹے کے زمانہ میں جو بانیٔ سلسلہ کے دادا تھے۔ قادیان کا قلعہ سکھوں کی بڑھتی ہُوئی طاقت کے قبضہ میں چلا گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس خاندان کی پُرانی عظمت کے خیال سے گم شُدہ ریاست میں سے پانچ گاؤں بانیٔ سلسلہ کے والد کو برائے گزارہ واگزار کر دیئے:۔

برطانوی حکومت کی تائید

ہمارا مطلب اس تاریخ کے بیان کرنے سے یہ ہے۔ کہ بانیٔ سلسلہ کا خاندان مغلیہ شاہی خاندان کا جزو تھا۔ اور اس نے یکہ و تنہا اس کے قیام کے لئے اس کے دورِ تنزل میں وُہ قربانیاں کی ہیں جس کی مثال خاندان کے دوسرے افراد میں نہیں پائی جاتی۔ ان حالات کے ماتحت عام حالات میں اس سے یہ امید نہیں کیجا سکتی تھی۔ کہ وُہ حکومت برطانیہ کے قیام کے وقت اس سے کوئی ہمدردی رکھتا۔ مگر چونکہ یہ خاندان ہمیشہ سے ذاتی مفاد پر قومی اور ملکی مفاد کو ترجیح دیتا رہا ہے۔ اس لئے جب اس نے دیکھا۔ کہ مغلیہ خاندان اپنی نفع رسانی کی طاقت کھو چکا ہے۔ اور ہندوستان کو اپنی گزشتہ سطوت کے قیام کے لئے اب کسی نئی طاقت کی ضرورت ہے۔ تو اس نے اپنے ذاتی جذبات کو قربان کرتے ہُوئے برطانوی حکومت کی تائید پورے زور شور سے شروع کر دی۔ چنانچہ غدر کے موقعہ پر بانیٔ سلسلہ کے والد نے باوجود ریاست کھو چکنے کے اپنی طرف سے پچاس سوار معہ گھوڑوں و سامان کے حکومت کی امداد کے لئے پیش کئے۔ اور بانیٔ سلسلہ کے بڑے بھائی میرتھل اور ترموں گھاٹ کے مشہور معرکوں میں جنہوں نے پنجاب سے بغاوت کے اثر کو کلیۃً مٹا دیا۔ جنرل نکلسن کے ساتھ جنگ میں شامل تھے۔ اور ان کے والد کے مہیا کردہ سپاہی اس بہادر دستہ میں شامل تھے۔ جو فتح دہلی کے وقت سب سے پہلے دہلی میں داخل ہُوا:۔

جنرل نکلسن کی چٹھی

جنرل نکلسن جن کے متعلق سر لارنس میوٹنی رپورٹ میں لکھتے ہیں
Without General Nicholson Delhi Could not have fallen
پر جو خاص اثر اس خاندان کی امداد کا تھا۔ وُہ ان کی اس چٹھی سے جو انہوں نے اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے بانیٔ سلسلہ کے بڑے بھائی کے نام لکھی۔ ظاہر ہے۔ جنرل نکلسن لکھتے ہیں:۔

تہور پناہِ شجاعت دستگاہ مرزا غلام قادر خلف مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان۔ چونکہ تم نے اور تمہارے خاندان نے مقابلہ باغیانِ بد اندیش و مفسدان بدخواہِ سرکار انگریزی غدر ۱۸۵۷ء میں بمقام ترموں گھاٹ و میرتھل وغیرہ نہایت دلدہی و جان نثاری سے مدد دی ہے اور اپنے آپ کو سرکار انگریزی کا پورا وفادار ثابت کیا ہے۔ اور اپنے طور پر پچاس سوار معہ گھوڑوں کے بھی سرکار کی مدد اور مفسدوں کی سرکوبی کے واسطے امداداً دیئے ہیں۔ اس واسطے حضور اینجانب کی طرف سے بنظر تمہاری وفاداری اور بہادری کے پروانہ ہذا اسنداً تم کو دیکر لکھا جاتا ہے۔ کہ اس کو اپنے پاس رکھو۔ سرکار انگریزی اور اس کے افسران کو ہمیشہ تمہاری خدمات اور حقوق اور جان نثاری پر جو تم نے سرکار انگریزی کے واسطے ظاہر کئے ہیں۔ احسن طور پر توجہ اور خیال رہیگا۔ اور ہم بھی بعد سرکوبی و انتشار مفسدان تمہارے خاندان کی بہتری کے واسطے کوشش کریں گے۔ اور ہم نے مسٹر نسبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو بھی تمہاری خدمات کی طرف توجہ دلا دی ہے۔ فقط

المرقوم اگست ۱۸۵۷ء

بانیٔ سلسلہ کی شاندار بے غرض خدمات

جناب عالی! گو ظاہری صورت میں بانیٔ سلسلہ کے والد اور بھائی کی یہ خدمت ایک شاندار خدمت تھی۔ لیکن بانیٔ سلسلہ کی خدمات اس سے بھی زیادہ شاندار ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مخالفت کے ایک بحرِ ذخار کے مقابلہ پر تن تنہا کھڑے ہو کر برطانیہ کے خلاف تعصب کو دُور کیا۔ اور ساری عمر تحریر و تقریر کے ذریعہ سے یہ ثابت کرتے رہے۔ کہ برطانیہ کا ہندوستان میں ورود ملک کے لئے ایک برکت ہے۔ اور ظاہر میں نظر آنے والی شکست میں درحقیقت اسباب فتح پوشیدہ ہیں۔ جب ہم یہ دیکھیں۔ کہ آپ مغلیہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اور آپ کا خاندان مغلیہ حکومت کے انحطاط کے دَور میں اپنی ہر محبُوب شے قربان کر کے اس کے استحکام کی کوشش کرتا رہا تھا۔ تو آپ کی وُہ خدمات جو برطانوی حکومت کے استحکام کے لئے آپ نے کیں نہایت شاندار اور بے غرض نظر آتی ہیں۔ شاندار اس لئے کہ ان میں آپ نے اپنے سب ذاتی جذبات کو قربان کر دیا۔ اور بے غرض اس لئے۔ کہ باوجود حکام انگریزی کے فرمانوں کے۔ کہ غدر کے بعد قیام امن ہونے پر اس خاندان کو اس کی سابقہ عظمت پر قائم کرنے کی تدبیر کی جائے گی۔ آپ نے کبھی حکومت کو اس کا وعدہ یاد نہیں دلایا۔ اور کبھی اس سے کسی فائدہ کی توقع نہیں کی۔ اور عملاً کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا:۔

موجودہ امام کے زمانہ کی خدمات

جناب عالی! اس روح کو جماعت احمدیہ ہمیشہ قائم رکھتی چلی آئی ہے۔ اور انشاء اللہ رکھتی چلی جائے گی۔ چنانچہ ہمارے موجودہ امام نے اپنے زمانۂ خلافت میں بانی سلسلہ کی تعلیم کے مطابق کہ ہمیں ہر ملک کی حکومت کی فرمانبرداری اور اس کی امداد کر کے دنیا کے امن کو قائم رکھنا اور بڑھانا چاہیئے۔ ہر مشکل موقعہ پر حکومت برطانیہ کا ساتھ دیا ہے۔ ان کے حکم کے ماتحت جنگ عظیم میں تین ہزار سے زائد احمدی مختلف حیثیتوں میں فوج میں شامل ہوئے۔ رولٹ ایکٹ کے موقعہ پر جو خطرناک فسادات ہوئے۔ اس موقعہ پر ان کی راہ نمائی کے ماتحت جماعت احمدیہ نے جو شاندار خدمت کی اس کا اظہار حکومت پنجاب نے بذریعہ ایک کمیونک کے کیا۔ اور لارڈ چیمسفورڈ نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے نام ایک خط میں اپنے آپ کو ان جذبات کے اظہار میں شامل کیا۔

اس کے بعد جنگ افغانستان کے موقعہ پر بھی جماعت احمدیہ نے خاص خدمات کیں۔ اور عدم تعاون کی تحریک کے موقعہ پر اور کانگرسی شورش کے موقعہ پر ہزارہا روپیہ خرچ کر کے ان ضرر رساں تحریکوں کا مقابلہ کیا جن کا حکومت وقتاً فوقتاً اعتراف کرتی رہی ہے۔ اور ان تمام خدمات کے بدلہ میں جماعت احمدیہ کبھی کسی بدلے کی متمنی نہیں ہوئی ؎

ہندوستان کی ترقی

جناب عالی! لوگ جماعت احمدیہ کے اس رویہ کو خوشامدانہ فعل قرار دیتے ہیں۔ لیکن واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ فعل خود ہندوستان کے فائدہ کے لئے تھا۔ آج ہندوستان جس ترقی کے مقام پر پہنچ چکا ہے۔ اس میں جاپان کو چھوڑ کر کہ اس کے حالات بالکل مختلف ہیں۔ اور کوئی ایشیائی ملک خواہ وہ کسی رنگ کی خود اختیاری حکومت رکھتا ہو۔ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پس واقعات نے بتایا ہے۔ کہ ہندوستان میں حکومت برطانیہ کا استحکام خود ہندوستانیوں کے لئے مفید تھا۔ اور اس میں امداد کرنے والی جماعتیں ملک کی بدخواہ نہیں۔ بلکہ حقیقی خیرخواہ تھیں ؎

برطانوی امپائر کی فضیلت

جناب عالی! ہمارا یقین ہے۔ اور شائد خود برطانیہ کے باشندوں سے بھی زیادہ پختہ یقین ہے۔ کہ دنیا کے امن کے قیام کے لئے اللہ تعالےٰ نے برطانوی امپائر کو ایک نیوکلس کے طور پر بنایا ہے۔ وہ بین الاقوام اتحاد جس کی بنیاد زور پر نہیں۔ بلکہ محبت اور سمجھوتہ پر ہو۔ برٹش امپائر میں اس کا عکس نہایت واضح طور پر موجود ہے۔ پس ہمارے نزدیک اس اتحاد امم کے نیوکلس کو ضعف پہنچانا انسانیت کے خلاف ایک گناہ ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ برطانوی حکومت میں نقص نہیں۔ یقیناً اس میں بھی نقص ہیں۔

لیکن اس کے ذریعہ سے اتحاد امم کے لئے ایک چھوٹا سا ڈھانچہ ضرور تیار کیا گیا ہے۔ اور ہمارے نزدیک نسل انسانی کے ہر بہی خواہ کا فرض ہے۔ کہ وہ اسے کمزور کر کے اتحاد انسانی کی امیدوں کو توڑنے کی بجائے اس کے نقائص کو دور کر کے اسے مضبوط کرنے کی کوشش کرے۔ ہمارا یہ خیال ابھی دنیا کو ویسا ہی غیر معقول معلوم دیتا ہے۔ جیسا کہ آج سے چالیس سال پہلے حکومت برطانیہ کی برکات کا خیال۔ لیکن زمانہ آئے گا۔ جبکہ دنیا کے عقلمند اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے۔ بے شک دنیا اس وقت خطرناک شنلزم کی طرف جا رہی ہے۔ لیکن یہ جوش بجھتے ہوئے چراغ کے ٹمٹمانے کی حالت سے مشابہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا فیصلہ آسمان کے کناروں پر صاف لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ کہ لوگوں کی خود ساختہ قیدیں توڑ دی جائیں گی۔ اور بنی نوع انسان انصاف اور تعاون پر مبنی نظام کے ماتحت متحد ہو کر رہنے پر مجبور ہوں گے۔ اور جس طرح آسمانی نعمتیں سب دنیا کا یکساں احاطہ کر رہی ہیں۔ اسی طرح دنیوی نظام بھی بناوٹی حدبندیوں سے آزاد ہو کر سب دنیا کے لئے ایک ہی ہو جائے گا۔ شائد یہ ایک خواب ہے۔ مگر وہ خواب جو سب نبی دیکھتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے ظاہری عقلوں کے فیصلوں سے بہت زیادہ وزنی ہے۔

والسرائے ہند کی شاندار خدمات

جناب عالی! گو جناب کے ورود ہندوستان کے فوراً بعد احمدیہ وفد کے پیش نہ ہو سکنے کا ہمیں افسوس ہے۔ لیکن ایک لحاظ سے ہمیں خوشی بھی ہے۔ کیونکہ اگر آپ کے ورود کے معاً بعد ہم پیش ہوتے۔ تو ہم صرف خوش آمدید کہہ سکتے۔ اور نیک توقعات کا اظہار کر سکتے تھے۔ لیکن اس دیر کے نتیجہ میں ہم صرف جناب سے نیک توقعات کا اظہار ہی نہیں کرتے۔ بلکہ ان سالہ شاندار خدمات پر آپ کو اور لیڈی ولنگڈن کو مبارکباد بھی کہتے ہیں جو نہ صرف موجودہ زمانہ کے لوگوں سے خراج تحسین لے رہی ہیں۔ بلکہ آئندہ تاریخ میں بھی انہیں خاص جگہ دی جائے گی۔ جس ہمدردی اور خلوص سے جناب نے ہندوستان کی ضرورتوں کو محسوس کر کے حکومت برطانیہ کے سامنے رکھا ہے۔ اور جس استقلال اور زور سے آپ نے ہندوستانیوں کی خواہشات کی تائید کی ہے۔ وہ ایسی خدمت نہیں جسے ہندوستان فراموش کر سکے۔ اور جناب کے اس کام کے نتیجہ میں جو امن اور خوشحالی ہندوستان کو حاصل ہوگی۔ اور اس کے نتیجہ میں جو نہ ٹٹنے والا رشتہ محبت ہندوستان اور انگلستان کے درمیان قائم ہو جائے گا۔ وہ ایسا کارنامہ نہ ہوگا جسے کبھی انگلستان فراموش کر سکے ؎

لیڈی ولنگڈن کی خدمات

جناب عالی! ہم اس موقعہ پر اس شاندار کام کا اعتراف کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ جو لیڈی ولنگڈن نے بحیثیت آپ کی شریک زندگی ہونے کے کیا ہے۔ یقیناً وہ اپنے ہمدردانہ رویہ اور ہندوستان کی بہتری کی سچی خواہش اور اس کے نفع رسانی کے خیال میں انہماک کی وجہ سے آپ کے عظیم الشان بار کو ہلکا کرنے کا موجب ہوئی ہیں۔ اور ہندوستان اور انگلستان کے یکساں شکریہ کی مستحق ہیں۔

مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے

جناب عالی! ہمارا وفد کوئی سیاسی وفد نہیں۔ بلکہ اس کے ذریعہ سے ہم صرف ان جذبات وفاداری کا اعادہ کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے دلوں میں ملک معظم کی ذات کے متعلق ہیں۔ لیکن باوجود اس کے شائد بے محل نہ ہوگا۔ اگر ہم یہ کہیں۔ کہ گو ہماری جماعت اپنی خدمات کا کوئی خاص صلہ طلب نہیں کرتی۔ لیکن وہ یہ ضرور امید کرتی ہے۔ کہ ہندوستان کے آئندہ نظام کے فیصلہ کے وقت مسلمانوں کے حقوق کا جن کے غم اور خوشی میں احمدیہ جماعت اپنے آپ کو پورا پورا شریک سمجھتی ہے۔ کامل طور پر خیال رکھا جائیگا۔ ایک ایسی حکومت جس کے ماتحت ہر ملت و مذہب کے لوگ ہوں کسی خاص جماعت سے اپنے آپ کو وابستہ نہیں کر سکتی۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ اگر ایک قوم اپنے جائز حقوق سے محروم ہو۔ خواہ اس محرومی میں اس کی اپنی کوتاہی کا ہی کیوں نہ دخل ہو۔ وہ ایک حد تک مدد اور سہارے کی محتاج ہوتی ہے۔ اور مسلمانوں کی یہی حالت ہے۔ حکومت مغلیہ کی تباہی کے بعد مسلمانوں پر دیر تک ایک سکتہ کا سا عالم رہا۔ ایک طرف اپنی تباہی کا غم دوسری طرف انگریزی حکومت پر غصہ جسے وہ رقیب کی حیثیت سے دیکھتے تھے۔ انہیں سیاسی میدان میں آنے سے روکتا رہا۔ اور شائد یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا۔ بلکہ لارڈ کرزن جیسے واقف گورنر جنرل کی اس خیال کو تصدیق حاصل ہے۔ کہ حکومت بھی اپنا پیش رو ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کو ابتداء میں شک کی نگاہ سے دیکھتی رہی۔ دونوں طرف کے خیال صرف شک تھے انگریز مسلمانوں کے دشمن نہ تھے۔ اور نہ مسلمان انگریزوں کے لیکن جب کوئی شک پیدا ہو جائے۔ تو وہ آہستہ آہستہ ہی دور ہوتا ہے۔ پس اس شک کے عرصہ میں دوسری اقوام نے خاص ترقی کر لی۔ اور مسلمان پیچھے رہ گئے تعلیم میں بھی سرکاری ملازمتوں میں بھی۔ اور سیاسی میدان میں بھی۔ اب جبکہ وہ شکوک دور ہو چکے ہیں۔ اب جبکہ دونوں قومیں جن پر دنیا کے آئندہ امن کا انحصار ہے۔ ایک دوسرے کی طرف صلح اور محبت کا ہاتھ بڑھا رہی ہیں۔ اس امر کی خواہش بے جا نہ ہوگی۔ کہ گذشتہ کوتاہی کو دور کرنے کے لئے صحیح اور موثر قدم اٹھایا جائے۔

جناب عالی! سرحد جو ہمیشہ ہندوستان کے دروازہ پر کندھا دیئے کھڑا رہا ہے۔ اسلامی بنگال جو مقدور بھر شیر رازم کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اسلامی پنجاب جو برطانوی مشکلات کے

وقت اپنے جگر گوشوں کو برطانیہ کی خدمت کے لئے نکالکر پھینکتا رہا ہے۔ اور وہ دوسرے صوبوں کے مسلمان جو تعلیمیافتہ منظم اور آگے نکلی ہوئی قوموں کے درمیان پراگندہ طور پر پڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت برطانوی انصاف ہی کے نہیں۔ بلکہ اسکی ہمدردی کے خواہشمند اور مستحق ہیں۔ جناب اور جناب کی حکومت نے ان کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ لیکن ابھی بہت کچھ باقی ہے اور ہم بغیر تفصیلات میں پڑ کر اس خوشی کے موقع کو منغص کرنے کے صرف یہ امید ظاہر کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے سیاسی حقوق کا آیندہ سیاسی نظام میں اور ان کی اقتصادی حالت کا حکومت کے ماتحت سرکاری ملازمتوں میں اور نئی مالی تجاویز کے اجراء کے وقت خاص خیال رکھا جائے ؛

مکرر مبارکباد

ہم ایک دفعہ پھر جناب کو اس عظیم الشان کامیابی پر جو جناب کو قیام امن اور تصفیہ اصلاحات کے متعلق ہوئی ہے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ آپ کو اس سے بھی زیادہ کامیابیاں عطا کرے۔ اور آپ کے ذریعہ سے ہندوستان جو تاج برطانیہ کا ہیرا کہلاتا ہے۔ اپنی نسبتی خمود کی حالت سے نکل کر قدیم زمانہ سے بھی زیادہ روشن ہو۔ اور دنیا کو روشن کرے۔ اور جناب کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ قیام امن اور برطانیہ کے تعلقات کی بنیاد کو محبت پر رکھنے اور ہندوستان کی ترقی کے لئے جو کوشش بھی جناب اور جناب کی گورنمنٹ کریگی اس میں جماعت احمدیہ ہر ممکن ذریعہ سے سابق کی طرح تعاون کریگی اور ان کاموں کے حصول کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریگی

بعض افراد کے شکوک اور جماعت احمدیہ کا رویہ

جناب عالی! گو بعض وجوہ سے جن کی تفصیل میں ہم نہیں پڑنا چاہتے۔ بعض برطانوی حکام یہ شبہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ سیاسیات میں خلاف اپنی سابقہ روایات کے حصہ لینے لگ گئی ہے۔ لیکن چونکہ ہماری وفاداری مذہبی جذبات پر مبنی ہے۔ ہم ان شبہات کی پروا نہیں کرتے۔ ہم نے جب بھی کوئی کام کیا ہے دیانتداری سے کیا ہے۔ اور قانون کے اندر رہ کر کیا ہے۔ ہمارا یہ دستور رہا ہے۔ کہ جب کسی امر میں حکومت برطانیہ کو غلطی پر سمجھیں۔ تو ادب سے اور قانون کے اندر رہ کر اس کا اظہار کر دیا کرتے ہیں۔ ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ صحیح برطانوی روح اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ پس بعض افراد کے شکوک یا مخالفت ہم کو برطانیہ کی وفاداری سے منحرف نہیں کر سکی۔ ہمارا معاملہ خدا سے ہے۔ اور وہ جانتا ہے۔ کہ ہم نے اگر برطانیہ کی تائید کی ہے۔ تو انصاف ہندوستان اور مسلمانوں کے فائدہ کو مدنظر رکھ کر۔ اور اگر مسلمانوں کے حقوق کی تائید کی ہے۔ خواہ برطانوی ہند میں خواہ ریاستی ہند میں تو برطانیہ کی نیک نامی اور اس کے انصاف کی روایات کو قائم رکھنے کے لئے۔ پس ان مخالفانہ آوازوں کی ہم پرواہ نہیں کرتے۔ ہمیں اپنی گذشتہ روایات کی تمام تفصیلات پر فخر ہے۔ اور اپنے ماضی کی طرف نگاہ ڈال کر ہم شرمندہ نہیں ہیں۔ نہ خدا سے نہ حکومت سے۔ نہ اپنے ہم وطنوں سے نہ اپنے ہم مذہبوں سے۔ ہم اپنے قدیم مسلک کے مطابق آیندہ بھی بغیر کسی صلہ کی امید کے اور بغیر کسی ملامت کے خوف کے حکومت اور قوم کی ہر ممکن خدمت انشاء اللہ کرتے چلے جائیں گے اور ایک دن آئے گا۔ کہ ایک طرف حکومت اور ایک طرف ہماری قوم پر کھل جائے گا۔ کہ ہم سے زیادہ وفادار اور بے غرض خادم کوئی انہیں نہیں ملا ؛ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین

ہم ہیں جناب کے مخلص خادم

اسماء ممبران وفد

(۱) لفٹیننٹ مرزا شریف احمد خلف بانی سلسلہ احمدیہ قادیان

(۲) چودہری ظفر اللہ خان بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی بیرسٹرایٹ لاء لاہور

(۳) کرنل اوصاف علی خان سی۔ آئی۔ ای مالیر کوٹلہ

(۴) سردار بہادر کپٹن غلام محمد خان آف دولمیال۔ ضلع جہلم

(۵) صوبیدار فتح محمد خان دولمیال ضلع جہلم

(۶) لفٹیننٹ تاج محمد خان نوشہرہ ضلع پشاور

(۷) خان بہادر شیخ محمد حسین ریٹائرڈ سینیر سب جج علی گڑھ

(۸) خان بہادر چودہری نعمت اللہ خان آنریری مجسٹریٹ مداو ضلع جالندہر

(۹) سیٹھ عبد اللہ الہ دین سکندر آباد۔ حیدر آباد دکن

(۱۰) حکیم ابو طاہر محمود احمد رئیس کلکتہ

(۱۱) شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر سالار بمبئی

(۱۲) صاحبزادہ محمد طیب بنوں

(۱۳) قاضی محمد شفیق۔ ایم اے۔ ایل ایل بی وکیل چارسدہ۔ پشاور

(۱۴) سید ارتضیٰ علی تاجر لکھنؤ

(۱۵) بابو اعجاز حسین صاحب دہلی

(۱۶) میاں محمد ابراہیم تاجر چرم کانپور

(۱۷) مولوی عبد الماجد پروفیسر جوبلی کالج بھاگلپور

(۱۸) ملک عبد الرحمٰن قصور

(۱۹) چودہری فتح محمد ایم۔ اے ناظر اعلےٰ

(۲۰) خان صاحب مولوی فرزند علی ناظر امور عامہ

(۲۱) سید زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر دعوۃ و تبلیغ

(۲۲) ڈاکٹر مفتی محمد صادق ناظر امور خارجہ

وائسرائے ہند کا جواب

ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند نے ہمارے ایڈریس کا جو جواب دیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

مجھے آپ کا ایڈریس سنکر بہت خوشی ہوئی اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ سے واقفیت حاصل ہوئی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ باوجود مخالفت کے اس سلسلہ نے اس قدر ترقی حاصل کی ہے۔ مجھے اس سے پہلے معلوم نہ تھا۔ کہ جماعت احمدیہ اس قدر دور دراز ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کی وفاداری کے اظہار کو میں ملک معظم کے حضور پہنچا دونگا۔ میرے اور لیڈی ولنگڈن کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہم ہر ایک فرقہ اور جماعت کے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر حکومت سے کسی غلطی کا ارتکاب ہو۔ تو میں امید رکھتا ہوں۔ کہ آپ مجھے اطلاع دیں گے آپ کا اصول حکومت سے تعاون کرنیکا اور حکومت سے غلطی ہو۔ تو اسے اطلاع کر دینے کا قابل تعریف ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی وفاداری ہمیشہ قائم رہے گی۔ اور یہ امر حکومت کے واسطے بہت ہی حوصلہ افزا ہے۔ میں آپ کے کام میں ترقی اور کامیابی کی دعا کرتا ہوں

جماعت احمدیہ دہلی کا شکریہ

وائسرائے ہند کی خدمت میں ایڈریس پیش کرنے کے لئے ۲۶ رمارچ کو جماعت احمدیہ کا جو وفد دہلی پہنچا۔ اس کے تیس ممبران کے استقبال قیام اور انتظام طعام میں جو امداد اور محنت جماعت احمدیہ دہلی نے کی وہ قابل شکریہ ہے۔ عید کے دن بابو اعجاز حسین صاحب نے تمام احباب کی دعوت کی۔ اور شیخ عبد الحکیم صاحب نے عید کی صبح کو ناشتہ دیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کامل عطا کرے۔ آمین بابو عبد الحمید صاحب اور حاجی نصیر الحق صاحب نے والنٹیروں کی ایک جماعت کے ساتھ ان ایام میں تمام گاڑیوں پر باری باری سے استقبال کیا۔ ڈاکٹر شمس الدین صاحب بابو احمد دین صاحب اور چودہری نذیر احمد صاحب والنٹیرز نے کھانے پینے کے انتظام میں شب و روز محنت کی۔ میر مہدی حسین صاحب اور بابو محمد اسحٰق صاحب نے مکان کو درست کرنے سجانے اور روشن کرنے کا سب انتظام کیا۔

بعض اصحاب بابو اکبر علی صاحب کے مکان پر ٹھہرائے گئے۔ ڈاکٹر جلال الدین صاحب حافظ عبد السلام صاحب نے بعض اصحاب کی دعوت کی۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر دے اور یہ جماعت جیسا کہ ہندوستان کے دار السلطنت میں مقیم ہونے کے سبب ممتاز ہے۔ اس کی دینی خدمات بھی ممتاز اور اعلےٰ پایہ کی ہوں۔ آمین

خاکسار محمد صادق عفی اللہ عنہ ناظر امور خارجہ

خطبہ عید اضحیٰ

قربانی کی قیمت احساس کے مطابق ہوتی ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۶ مارچ ۳۴ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

عید الضحیٰ اپنے نام سے ہی قربانی چاہتی ہے۔ قربانی کے متعلق ایک بات یاد رکھنے والی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ قربانی اپنے نتائج کے مطابق اور اپنے

احساس کے مطابق

ہوا کرتی ہے۔ جتنی جتنی حس کم ہوتی چلی جائے۔ اتنی ہی

قربانی کی قیمت

گرتی جاتی ہے۔ اور جتنی جتنی حس زیادہ ہوتی جائے۔ اتنی ہی قیمت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ صوفیائے کرام نے کہا ہے۔ کہ

عوام کی نیکیاں

خواص کی بدیاں ہوتی ہیں۔ ایک ایسا انسان جس کے دل کی حالت نہایت ہی تنگ ہے۔ اور جس کے دل پر بخل نے قبضہ کر رکھا ہو اگر وہ

دین کی خاطر قربانی

کرتا ہے۔ ایک تھوڑی سی قربانی جو دوسروں کی نگاہ میں بالکل حقیر ہے۔ مگر اس کا دل اسی سے خون ہوا جاتا ہے۔ وہ اسے آفت سمجھتا ہے۔ اور وہ بھی اسے پہاڑ نظر آتی ہے۔ مگر پھر بھی وہ کرتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ یہ

خدا کا حکم

ہے ایسے شخص کی قربانی یقیناً اسی کے طبقہ کے دوسرے آدمیوں کی نسبت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ بعض لوگ لاابالی ہوتے ہیں مسرف ہوتے ہیں۔ اور روپیہ کی قدر ان کے نزدیک کوئی نہیں ہوتی۔ وہ جو کماتے ہیں اس سے زیادہ خرچ کر دیتے ہیں۔ ایسا آدمی اگر

دین کے رستہ میں

بھی بڑھ چڑھ کر خرچ کر دے۔ تو گو دنیا کے نزدیک اس کی قربانی بڑی ہو۔ مگر خدا کے ہاں اس کے

دل کی حالت کے مطابق

ہی اس کی قیمت ہو گی چونکہ عام حالات میں بھی وہ اسراف سے ہی کام لیتا ہے۔ اس لئے اگرچہ وہ دین کے معاملہ میں بھی اپنے بھائی سے زیادہ دیتا ہے۔ پھر بھی اس کے دل کی حالت اور اس کی نگاہ میں روپیہ کی قدر و قیمت کا موازنہ کر کے ہی اللہ تعالیٰ بھی اس کا بدلہ دے گا۔ اس لئے اگرچہ زیادہ قربانی کی۔ اور دوسرے سے زیادہ رقم دی۔ مگر یہ

رقم کی زیادتی

اس نے دین کے بارہ میں ہی نہیں کی۔ بلکہ دنیا کے کاموں حتّٰی کہ لہو و لعب میں بھی وہ ایسا ہی کرنے کا عادی ہے۔ مگر جو شخص دنیوی معاملات میں بھی اپنے اوپر تنگی برداشت کرتا ہے۔ بلکہ ضرورت حقہ کو بھی پورا نہیں کرتا۔ وہ اگر اتنی ہی رقم

خدا کے رستہ میں

دے دے۔ جتنی ایک مسرف نے دی ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں

بہت زیادہ قیمت

پائے گی۔ کیونکہ اس نے اپنے

احساسات کو قربان

کر دیا۔ اسی طرح ایک شخص جماعت میں نیا داخل ہوا ہے۔ اور قربانی کے صحیح معنوں سے آگاہ نہیں۔ وہ اپنے ایمان کے مطابق قربانی کرتا ہے۔ اور اپنے نفس میں خیال کرتا ہے۔ کہ میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا ہے۔ مگر ایک پرانا احمدی ہے۔ جو

قربانی کا عادی

ہو چکا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان دونوں کو ان کی قلبی کیفیات اور احساسات کے مطابق بدلہ ملے گا۔ نئے احمدی کی

تھوڑی قربانی کی قیمت

پرانے کی زیادہ قربانی سے زیادہ ہو گی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ دوزخی جب ایک عرصہ تک عذاب اٹھا لیں گے۔ تو پھر ہم ان کی جلدیں تبدیل کر دیں گے۔ کیونکہ جتنی جتنی کسی چیز کی عادت ہو جائے۔ اس کے متعلق حس اتنی ہی کم ہو جاتی ہے۔ باورچی خانہ میں کام کرنے والے لوگ بڑی آسانی سے جلتی ہوئی دیگچی اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن ہم اگر اس سے آدھی گرم کو بھی ہاتھ لگائیں۔ تو ہاتھ جل جائے۔ بعض لوگ گرم چائے پینے کے عادی ہوتے ہیں۔ اتنی تیز کہ دوسرے اسے منہ کے قریب بھی نہ لا سکیں۔ اس کے متعلق مجھے

ایک دلچسپ واقعہ

یاد آ گیا۔ ۱۹۱۸ء میں جب میں بیمار ہوا۔ تو حکیم غلام محمد صاحب جو حضرت خلیفہ اولؓ کے شاگرد اور آپ کے مطب میں کام کیا کرتے تھے۔ وہ اکثر میرے پاس ہی رہا کرتے تھے۔ کیونکہ

بیماری کی شدت

تھی۔ وہ رات کو بھی وہیں سو رہتے اسی طرح عبدالاحد خاں پٹھان بھی وہیں رہتے تھے۔ ایک دن یونہی ذکر آیا۔ کہ

کشمیری اور پٹھان

دونوں بہت گرم چائے پینے کے عادی ہوتے ہیں۔ اور یہ سوال پیدا ہو گیا۔ کہ دونوں میں سے کون زیادہ گرم پی سکتا ہے۔ حکیم صاحب کہتے تھے۔ کہ کشمیری بہت زیادہ گرم پی لیتے ہیں۔ اور عبدالاحد خان کہتے تھے۔ کہ پٹھان۔ بالآخر تجویز ہوئی۔ کہ دونوں کو ابلتی ہوئی چائے کی ایک ایک پیالی دی جائے۔ اور دیکھا جائے۔ کہ کون جلدی ختم کرتا ہے۔ چنانچہ دونوں کو پیالیاں دی گئیں۔ اور پینے لگے حکیم صاحب پیالی کو منہ کے پاس لے جاتے۔ اور جس طرح کوئی چیز انڈیلتا ہے۔ اس طرح کرتے۔ میں سمجھ رہا تھا۔ کہ بھلا اتنی تیز گرم اس طرح کہاں پی جا سکتی ہے۔ یہ عبدالاحد سے صرف مذاق کر رہے ہیں۔ لیکن چند بار ایسا کرنے کے بعد جب انہوں نے پیالی رکھی۔ تو وہ بالکل خالی تھی۔ اور عبدالاحد نے اس وقت تک ابھی پیالی کا چوتھائی حصہ بھی ختم نہ کیا تھا میرے واہمہ میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی۔ کہ اتنی تیز گرم چائے منہ کے پاس بھی لے جائی جا سکتی ہے۔ مگر یہ عادت کی بات ہے۔ اب اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ یہ کوئی

ثواب کا کام

ہوتا۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ وہ لوگ جو اس کے عادی نہیں۔ بہت زیادہ ثواب پاتے بہ نسبت ان لوگوں کے جنہیں کوئی احساس ہی نہیں ہوتا۔ کہ یہ گرم ہے۔ کیونکہ قربانی اور اس کی قیمت

احساس کے مطابق

ہوتی ہے۔ جس طرح دوزخیوں کی جلدیں بدل جائیں گی۔ تا عذاب کا احساس ہو

اسی طرح نیکی کا بھی حال ہے۔ اس میں بھی درجہ بدرجہ بڑھنا پڑتا ہے۔ ورنہ انسان کی نیکی نیکی نہیں رہتی۔ جب

ایک نیکی کی عادت

ہو جائے۔ تو اس کا اتنا ثواب نہیں رہتا۔ جب تک اس میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے

نیکیوں کے مدارج

نیکیوں کے مدارج مقرر کئے ہیں۔ نماز کے فرض مقرر کئے۔ مگر اس کے ساتھ نوافل اور سنتیں بھی لگا دیں۔ اب ایک شخص خیال کر سکتا ہے۔ کہ جب فرض موجود ہیں۔ تو پھر سنتوں اور نوافل کی کیا ضرورت تھی۔ اس میں یہی حکمت ہے۔ کہ جب فرائض کی عادت ہو جائے تو مزید ترقی کے لئے رستہ کھلا رہے۔ اللہ تعالےٰ نے نماز کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔ مثلاً یہ نہیں کہا کہ ظہر کی نماز چار بجکر ۵ منٹ پر ادا کی جائے۔ اور اس سے بھی اللہ تعالےٰ کا منشا یہی ہے۔ کہ اگر کوئی خلوص دل سے چاہے تو اس میں زیادتی کر سکے۔ پھر

نماز میں توجہ

کی بھی کوئی حد نہیں رکھی۔ ورنہ نچلے درجہ کے لوگ محروم رہ جاتے ایک شخص معمولی سی توجہ سے زیادہ فائدہ اٹھا لیتا ہے۔ مگر دوسرا اتنا نہیں اٹھا سکتا جب تک پوری توجہ سے کام نہ لے۔ یہی حال صدقہ وخیرات کا ہے۔ ایک طرف زکوٰۃ رکھ دی جس کی حد بندی کر دی۔ مگر صدقہ خیرات کی کوئی حد نہیں رکھی۔ یعنی زکوٰۃ کے علاوہ نفلی صدقہ رکھا۔ تا انسان جب زکوٰۃ کا عادی ہو جائے۔ تو اس میں ترقی کر سکے۔ روزوں کا بھی یہی حال ہے۔ رمضان کے روزے فرض کئے۔ مگر ساتھ نفلی روزے بھی رکھے۔ گویا ہر بات میں ترقی کی گنجائش رکھی۔ تا جوں جوں

ایک نیکی کی عادت

ہوتی جائے۔ اس میں اضافہ اور ترقی کی جا سکے۔

غرض شریعت نے

احساس اور عادت پر بنیاد

رکھی۔ چیز پر نہیں۔ یہ نہیں کہ دس روپے دینے والا نو روپے دینے والے سے اچھا ہے۔ بلکہ احساس کے لحاظ سے۔ ممکن ہے کہ ایک روپیہ دینے والا نو روپے دینے والے سے اچھا ہو۔ ایک تنگدل آٹھ آنہ دیتا ہے۔ مگر اسے بھی ایک بڑی چیز خیال کرتا ہے۔ لیکن دوسرا جو مسرف ہے وہ دس روپے دیدیتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں اس کا قطعاً کوئی احساس تک نہیں ہوتا۔ اس سے اس کنجوس کی

ایک روپیہ کی قربانی

جسے کرتے ہوئے اس کی جان نکلتی ہے۔ زیادہ قیمتی ہے۔ میں نے پہلے بھی ایک واقعہ سنایا ہے۔ جو میرے ایک عزیز سنایا کرتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے طالب علم کے ساتھ ملکر رہا کرتے تھے۔ جو احمدی ہے۔ ایک دن انہوں نے دیکھا۔ کہ وہ بہت افسردہ خاطر بیٹھا ہے۔ دریافت کیا۔ کہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ امتحان سر پر ہے۔ مگر آج میں نے ٹھیک طور پر پڑھا نہیں۔ اور بہت سا وقت ضائع کر دیا ہے۔ اس لئے میں نے اپنے آپ پر دو آنہ جرمانہ کیا ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ کیا دو آنے کسی فقیر کو دیدئے۔ کہنے لگے کہ نہیں۔ اگر کسی فقیر کو دے سکتا۔ تو خوشی نہ ہوتی۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ پھر کس طرح جرمانہ کیا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ

دو آنہ کی ریوڑیاں

لیکر کھا لی ہیں۔

اب بعض طبائع روپیہ کی اتنی قدر کرتی ہیں۔ کہ اپنی جان کے لئے بھی پیسہ خرچ کرنا پسند نہیں کرتے۔ اور سوائے اشد ضرورت کے کہیں خرچ نہیں کرتے۔ ایسا شخص اگر دو آنہ بھی دیتا ہے۔ تو وہ بہت قابل قدر ہے۔ لیکن جس شخص کے دل میں روپیہ کی قدر ہی نہیں۔ اس کا ثواب بھی کم ہوگا۔

اس گُر کے مطابق مومن کو ہمیشہ

نیکی میں ترقی

کرنی چاہئیے۔ اور یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ جس نیکی کی عادت ہو جائے۔ اس کا ثواب بھی کم ہو جاتا ہے۔ اور وہ اسی صورت میں مفید ہو سکتی ہے جب عادت سے زیادہ کی جائے۔ پس مومن کا ہر دن ایمان اور

قربانی اور احساس کے لحاظ سے

پہلے سے زیادہ مضبوط ہونا چاہئیے۔ کیونکہ لازمی بات ہے۔ کہ ہر قدم پر عادت ہو گی۔ اور اس طرح ہر قدم پہلے سے زیادہ اٹھانا پڑیگا۔ یہی چیز ہے جس سے قرب الٰہی حاصل ہو سکتا ہے۔ مومن کسی ایک جگہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اگر کھڑا ہو جائیگا۔ تو اس کی قربانی ہیچ ہو جائیگی۔ اسی مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مومن نوافل کے ذریعہ

قرب الٰہی میں ترقی

کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس کی طرف ایک قدم اٹھاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کی طرف دو قدم اٹھاتا ہے۔ حتیٰ کہ

اس کا وجود خدا کا وجود

ہو جاتا ہے۔ اس کے یہی معنی ہیں۔ کہ نوافل کے ذریعہ ترقی غیر محدود ہوتی ہے۔ تو یہ عید اضحیٰ ہے۔ اور ہمیں قربانی کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اور قربانی بھی احساس والی۔

دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

خدا کے لئے قربانی

کرنی چاہی۔ اور اپنے اکلوتے بیٹے کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ اول تو منشاء الٰہی ہی یہ نہ تھا۔ ان کے رویاء کی تعبیر یہ تھی۔ کہ حضرت اسمٰعیل کو مکہ میں چھوڑ آئیں۔ تا اس کی نسل

دین الٰہی کی حامل

رہے۔ مگر آپ نے اس رویاء کو ظاہری رنگ میں پورا کرنے کی کوشش کی۔ اور خدا نے الہام کے ذریعہ اس سے روک دیا لیکن محض اس

قربانی کے ارادہ

کرنے کے صلہ میں اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے اس کی یادگار قائم کر دی۔ اس کے برعکس ہندوؤں میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں۔ جو عملاً اپنی اولادوں کو دیوی دیوتاؤں پر قربان کر دیتے ہیں اگرچہ انگریزی حکومت نے قانوناً اس کی ممانعت کر رکھی ہے۔ پھر بھی

سینکڑوں ایسے واقعات

ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ان قربانیوں کا ذکر عزت سے کرنے کے بجائے ہم ذلت سے کرتے ہیں۔ اور یہی کہتے ہیں۔ کہ یہ لوگ کیسے بیوقوف ہیں۔ مگر ایسا ہی ایک فعل ابراہیم نے کرنیکا ارادہ کیا۔ اور اس کی ہم اتنی تعریف کرتے ہیں۔ سوچنا چاہئیے۔ ان

دونوں میں کیا فرق

ہے سو اس میں ایک فرق تو یہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ فعل

اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت

کیا تھا۔ اور یہ لوگ جہالت سے غیر ضروری موقعہ پر کرتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ باوجود قربان نہ کر سکنے کی حضرت ابراہیم کے فعل کی عظمت ہمارے نزدیک اس وجہ سے ہے۔ کہ

ابراہیمی احساسات

بہت بڑھے ہوئے تھے۔ قرآن کریم میں آپ کے متعلق اواہ حلیم کے لفظ آتے ہیں یعنی اس کا دل پگھلا ہوا تھا۔

خالص آہیں

بنا ہوا تھا جس طرح ابلتے اور کھولتے ہوئے پانی سے گیس نکلتی ہے اسی طرح حضرت ابراہیم کا دل اللہ تعالےٰ کے سامنے ایسا جھکا ہوا تھا۔ کہ ہوا بن بن کر اڑ رہا تھا۔

احساسات کی نرمی

ایسی تھی۔ کہ دنیا میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ایسے انسان سے تو معمولی تکلیف بھی برداشت نہیں ہو سکتی۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص کی قربانی اس سنگدل کے مقابلہ میں جسے اس کا بھی احساس بھی نہیں ہوتا۔ بہت زیادہ قیمت رکھتی ہے۔ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

ایک نواب کا قصہ

سنایا کرتے ہیں جنکی اولاد اب احمدی ہو چکی ہے۔ وہ پہلے نواب تھے۔ مگر کشمیر کے راجہ نے انہیں شکست دیدی تھی۔ وہ بہت خوبصورت انسان تھے ایک دفعہ ان کے ہاتھ کی ہڈی کس طرح ٹوٹ گئی۔ جو بعد میں جڑ گئی تھی ایک دن وہ راجہ کے دربار میں بیٹھے تھے۔ راجہ نے کہا کہ نواب صاحب

جوڑنے والا اچھا ماہر نہ ہوگا۔ کیونکہ کچھ نقص رہ گیا ہے۔ اگر آپ اس شخص سے جڑواتے جو ہم نے اس غرض سے ملازم رکھا ہوا ہے تو بہت اچھا جوڑ لگتا۔ اور آپ کی خوبصورتی میں اس قدر نقص بھی نہ آتا۔ اس پر انہوں نے بازو کو پاؤں کے نیچے دبایا۔ اور کڑاک کرکے اسے توڑ دیا۔ اور کہا لیجئے اب اپنے آدمی سے جڑوا دیجئے تو ایک ایسے انسان بھی ہوتے ہیں۔ مگر دوسری طرف بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جن کی

حس بہت تیز

ہوتی ہے۔ اور وہ معمولی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ مجھے یاد آ گیا ہے۔ ہم چھوٹے تھے ایکدن مرغی ذبح کرنی تھی۔ اور ڈیوڑھی پر اس وقت کوئی آدمی نہ تھا۔ کوئی مہمان آنے ہوئے تھے۔ اور جلدی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ لاؤ میں ذبح کرتا ہوں۔ مرغی کو لٹا کر آپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور چھری پھیر دی۔ مگر جب اس خیال سے کہ اب ذبح ہو چکی ہوگی۔ اسے چھوڑا۔ تو مرغی اٹھ کر بھاگ گئی۔ اور آپ کی

انگلی سے خون

بہ رہا تھا۔ تو ایک حس یہ ہے۔ کہ مرغی کو ذبح کرتے وقت بھی ایک رعب دل پر پڑ جاتا ہے۔ کہ ہم اللہ تعالٰے کی پیدا کردہ ایک جان خواہ جائز ہی سہی لے رہے ہیں۔ ایسے احساس والا اگر کوئی جسمانی قربانی کرتا ہے۔ تو اس کی قیمت اس شخص کی قربانی سے جو خود پاؤں کے نیچے دبا کر اپنی ہڈی توڑ سکتا ہے بہت زیادہ قیمتی ہوگی۔ اور دونوں میں یقیناً

بہت بڑا فرق

ہوگا۔ تو قربانی کی قیمت احساس کے مطابق ہوتی ہے۔ اسی بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ بعض کی قربانی کم ہے۔ اور بعض کی زیادہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بعض صحابہ کو یہ شک ہوا۔ کہ آپ حضرت ابوبکر کا لحاظ زیادہ کرتے ہیں حالانکہ قربانی کے لحاظ سے ہم بھی آپ سے کم نہیں ہیں۔ گو یہ بات بھی غلط تھی۔ مگر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا۔ تو فرمایا۔ کہ ظاہری نمازوں پر نہ جاؤ

ابوبکر کی قیمت

اس کی ظاہری نمازوں اور رکعتوں کی تعداد کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ اس کے دل کی حالت پر ہے۔ دلی احساس سے ایک شخص ایک دفعہ سبحان اللہ کہتا ہے۔ مگر دوسرا ۲۵ مرتبہ کہتا ہے۔ مگر محض زبان سے اس کے دل میں اس کا کوئی احساس بھی نہیں ہوتا۔ تو گو بظاہر اس نے زیادہ عبادت کی۔ مگر اللہ تعالٰے کے ہاں دل سے ایک بار کہنے والے کا درجہ زیادہ ہوگا۔ بعض لوگوں کے دل کی حالت ایسی ہوتی ہے۔ کہ وہ ایک بار کہتا ہے۔ مگر جیسے تاشہ توڑ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے دل کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ اس کا ایک دفعہ کہنا دوسرے کے ہزار دفعہ کہنے سے بھی زیادہ ہے۔ میں علمی طور پر دوسروں کے متعلق اور اپنے تجربہ کی بنا پر اپنے متعلق کہہ سکتا ہوں۔ کہ بعض دفعہ

دس بیس دفعہ کی تسبیح

سے اتنا اثر نہیں ہوتا۔ اور بعض دفعہ ایک بار سے ہی بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ تو یہ

دل کی کیفیات

ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مجھے یاد ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کے بعد آپ نے مسجد میں بیٹھنا چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ وہ مجلس دینی اور روحانی لحاظ سے بہت مفید ہوتی تھی۔ اس لئے کسی نے عرض کیا۔ کہ آپ بیٹھتے کیوں نہیں۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کہ جب میری نظر مولوی عبدالکریم صاحب کی جگہ پر پڑتی ہے۔ تو دل گھٹنے لگتا ہے مگر کئی ایسے ہوں گے۔ جن پر ذرا بھی اثر نہ ہوتا ہوگا۔ اب اگر کوئی کہے کہ دیکھو میں کتنا صابر ہوں۔ کہ اسی جگہ روز بیٹھتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود صابر نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ نہیں بیٹھتے۔ تو یہ اس کی غلطی ہے ہم اسے سنگدل کہہ سکتے ہیں۔ صابر نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواسہ بہت سخت بیمار تھا۔ اور آپ خود بھی بیمار تھے۔ اسے دیکھنے کے لئے گئے۔ تو نزع کی حالت تھی۔ آپ کی

آنکھوں سے آنسو

رواں ہو گئے۔ ایک صحابی پاس کھڑے تھے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ آپ بھی روتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالٰی نے تمہاری طرح مجھے سنگدل نہیں بنایا۔ وہ صحابی بھی نیک تھے۔ مگر ان کے دل میں ابھی سختی تھی۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ وہ زیادہ صابر تھے۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ ان کے

دل میں ابھی خشیت

پیدا نہیں ہوئی تھی۔ پس قربانیوں کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ

ثواب کا درجہ

احساس سے ہے۔ جوں جوں احساس کم ہوتا جائیگا۔ اتنا ہی قربانی زیادہ کرنے کی ضرورت پیدا ہوتی جائے گی۔ اس لئے مومن کو ہمیشہ

قربانیوں میں ترقی

کرنی چاہیئے۔ اور دوسرے کے درد کو محسوس کرنا چاہیئے۔ ایک شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھتا ہے۔ مگر درد محسوس نہیں کرتا۔ تو اسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس کے احساسات سخت ہیں

جنوری کے مہینہ میں

بہار میں زلزلہ

آیا ہے۔ اس نے لاکھوں کو تباہ کر دیا ہے۔ اور مجھے اس بات کا احساس ہے۔ کہ ہماری جماعت نے

اپنے مقام کے لحاظ سے

ان مصیبت زدگان کے لئے وہ قربانی نہیں کی۔ جو کرنی چاہیئے تھی۔ میں نے اس کے لئے تحریک کی۔ مگر دو ہزار سے زیادہ چندہ نہیں آیا حالانکہ جماعت لاکھوں کی ہے۔ اس زلزلہ سے جو تباہی آئی۔ وہ بہت سخت ہے۔ اور اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا

ایک زبردست نشان

ظاہر ہوا ہے۔ ۲۰ ، ۲۵ ہزار جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ مگر میری تحریک کا بہت کم اثر ہوا ہے جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ یہ حس بہت کم لوگوں میں ہے۔ باقیوں نے یا تو توجہ نہیں کی۔ یا کی ہے تو بہت قلیل۔ حالانکہ قربانی وہی ہے۔ جو نفس کو دکھ میں ڈالتی ہے۔ اور اس کے متعلق ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ عادت سے آگے بڑھ کر کی جائے۔ اور جب قربانی کرتے ہوئے کوئی احساس ہی نہ ہو۔ تو انسان سمجھ لے کہ اسکا

قدم تنزل کی طرف

جا رہا ہے۔ پس اس عید سے جو

قربانی کی عید

ہے۔ ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ قربانی کی قیمت احساس کے مطابق ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احساسات بہت زیادہ تھے۔ اس لئے اگرچہ بظاہر ان کی قربانی بہت کم نظر آتی ہے۔ مگر خدا کے ہاں وہ بہت زیادہ ہے۔ جسکا دل پہلے ہی انگاروں پر لوٹ رہا ہو۔ اس کا اپنے بچہ کو ذبح کر دینا کوئی معمولی قربانی نہیں۔ پس خوب یاد رکھو۔ کہ

ترقی کا گر

یہی ہے۔ کہ جب قربانی کی حس کم ہو جائے۔ تو اسے بڑھایا جائے۔ اور کوئی ایسی قربانی نہیں۔ جسے کرتے کرتے انسان کو عادت نہ ہو جائے اس لئے مومن کو

ہر قدم سے آگے

بڑھنا پڑے گا۔ اللہ تعالٰے ہمیں توفیق دے۔ کہ اس کی راہ میں سچی قربانیاں کر سکیں۔ اور ایسے رنگ میں کر سکیں۔ کہ

ابراہیمی فضل

کو جذب کرنیوالے بن جائیں۔

خطبہ ثانی میں فرمایا۔

عید الفطر کے موقعہ پر میں نے تحریک کی تھی۔ کہ عید اضحٰی کے موقعہ پر احباب اپنی قربانیوں میں سے گوشت کا ایک حصہ مشترکہ انتظام میں غرباء کو تقسیم کرنے کے لئے دیدیں۔ تا وہ گوشت چند احباب کے گھروں میں ہی چکر نہ کھاتا رہے۔ اور

غرباء و مستحقین

کو بھی میسر آ سکے۔ مجھے امید ہے۔ کہ دوست اس پر عمل کریں گے۔ کوشش کی جائے۔ کہ سب قربانیاں آج ہی ہو جائیں۔ اور اپنے کھانے اور اعزہ کو تقسیم کرنے کے لئے جتنا ضروری ہو۔ اتنا گوشت رکھ کر باقی

مشترکہ انتظام

میں دیدیا جائے۔ مثلاً ہمارے ہاں نو قربانیاں ہوں گی۔ اور میں نے کہدیا ہے۔ کہ ان میں سے تین اپنے کھانے اور رشتہ داروں میں تقسیم کرنے کے لئے رکھ کر باقی سب اس انتظام میں دیدی جائیں۔ میرے رشتہ دار خدا کے فضل سے زیادہ ہیں۔ پانچ تو سسرال ہی ہیں پھر ان کے بھی کئی کئی رشتہ دار ہیں لیکن جن کے رشتہ دار کم ہوں۔ وہ

فہرست نومبائعین بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء

نمبر	نام
۱	ولایت شاہ صاحب ضلع گجرات
۲	مستری عبدالرشید صاحب لدہیانہ
۳	سردار علی صاحب گجرات
۴	باغ علی صاحب گجرات
۵	عبدالقیوم صاحب گجرات
۶	محمد خان صاحب جہلم
۷	چنن دین صاحب گجرات
۸	اللہ دتا صاحب گجرات
۹	نواب دین صاحب نمبردار گجرات
۱۰	عبدالکریم صاحب ضلع لائل پور
۱۱	عمرالدین صاحب ضلع لدہیانہ
۱۲	بخشی خان صاحب ” لدہیانہ
۱۳	بیگ صاحب ” لائل پور
۱۴	محمد اصاحب ” گجرانوالہ
۱۵	خوشی محمد صاحب ” گجرانوالہ
۱۶	محمد دین صاحب ضلع ہوشیارپور
۱۷	چودہری رحمت علی صاحب ضلع شیخوپورہ
۱۸	چودہری محمد شریف صاحب ضلع گجرات
۱۹	چودہری فضل خاں صاحب ضلع گجرات
۲۰	حسن محمد صاحب ضلع گجرات
۲۱	راج محمد صاحب ضلع گوجرانوالہ
۲۲	نواب صاحب ضلع گوجرانوالہ
۲۳	سیات محمد صاحب ضلع گوجرانوالہ
۲۴	اللہ دتا صاحب ضلع گوجرانوالہ
۲۵	الٰہی بخش صاحب ضلع ڈیرہ غازی خاں
۲۶	غلام رسول خاں صاحب ”
۲۷	عبدالقادر صاحب ”
۲۸	محمد عمر صاحب ”
۲۹	محمد عثمان صاحب ”
۳۰	یار محمد خاں صاحب ”
۳۱	فتح محمد صاحب ضلع کیمل پور
۳۲	سردار عزیز محمد خاں صاحب ضلع ڈیرہ غازی خاں
۳۳	سردار عطا محمد خاں صاحب ضلع ڈیرہ غازی خاں
۳۴	ملک محمد بخش صاحب ضلع سرگودھا
۳۵	علی محمد صاحب لاہور
۳۶	سردار فیض اللہ خاں صاحب ضلع ڈیرہ غازی خاں
۳۷	شیخ کریم بخش صاحب ضلع امرتسر
۳۸	عبدالحق صاحب ” امرتسر
۳۹	مرسلین صاحب ضلع ہزارہ
۴۰	میاں شیر محمد صاحب ضلع شیخوپورہ
۴۱	علی محمد صاحب ضلع گوجرانوالہ
۴۲	سلطان احمد صاحب ”
۴۳	عبداللہ صاحب جموں
۴۴	عبدالرشید صاحب جموں
۴۵	احمد صاحب ضلع منٹگمری
۴۶	محمد عالم صاحب ضلع گوجرانوالہ
۴۷	شیخ سعدی صاحب ریاست جیند
۴۸	عنایت علی صاحب ضلع گجرات
۴۹	محمد شفیع صاحب ضلع منٹگمری
۵۰	عبدالغنی صاحب ضلع منٹگمری
۵۱	صدیق احمد صاحب ضلع فیروزپور
۵۲	عمرالدین صاحب ” فیروزپور
۵۳	رفیق احمد صاحب ” فیروزپور
۵۴	فضل دین صاحب ” فیروزپور
۵۵	نذیر احمد صاحب ” فیروزپور
۵۶	عبدالکریم صاحب سندھ
۵۷	عبداللہ صاحب ضلع گوجرانوالہ
۵۸	چودہری احمد دین صاحب ضلع گجرات
۵۹	خوشی محمد صاحب ” گجرات
۶۰	روشن دین صاحب ” گجرات
۶۱	عبدالغنی صاحب لاہور
۶۲	بشیر احمد صاحب ”
۶۳	عبداللہ صاحب ضلع گورداسپور
۶۴	احمد حسین صاحب ” گورداسپور
۶۵	مراد بخش صاحب شاہ پور
۶۶	فضل کریم صاحب شاہ پور

اسمبلی کے ووٹروں کی فہرستیں

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

لیجسلیٹو اسمبلی کے پنجاب کے حلقہ ہائے نیابت کے الیکٹرل رول (فہرست ہائے انتخاب) صوبہ کے تمام دیہاتی اور قصباتی رقبہ جات میں (موجودہ قواعد انتخابات کے مطابق) تیار ہو رہے ہیں۔ دیہاتی رقبوں میں پٹواری اور قصباتی رقبوں میں خاص محرران اشخاص کے نام درج رجسٹر کر رہے ہیں جنہیں بظاہر ووٹ دینے کا حق حاصل ہے مندرجہ ذیل اوصاف رکھنے والے اشخاص کو اپنے نام درج رجسٹر کرانے کا حق ہے۔ (الف) ایسی غیر منقولہ جائداد کی ملکیت جس پر مالیہ اراضی کی تشخیص نہ کی گئی ہو۔ لیکن اسمیں وہ عمارت شامل ہیں جو ایسی اراضی پر تعمیر کی گئی ہوں اور جو کم از کم پندرہ ہزار روپیہ کی مالیت کی ہوں یا جن کا سالانہ کرایہ ۳۶ روپیہ ہو۔ (ب) ایسی اراضی کی ملکیت جس پر مالیہ اراضی کی تشخیص کی گئی ہو جو کم از کم سو روپیہ سالانہ ہو (ج) کم از کم سو روپیہ سالانہ مالیہ اراضی ادا کیا جاتا ہو (د) ایسی سرکاری زمین تین سال کے لئے پٹہ یا ٹھیکہ پر لی گئی ہو جس کیلئے واجب الادا لگان کم از کم سو روپیہ سالانہ ہو (ہ) کم از کم پانچ ہزار روپیہ کی آمدنی پر انکم ٹیکس دیا جاتا ہو۔

ان اشخاص سے جو اپنا نام درج رجسٹر کرانے کا حق رکھتے ہیں درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس امر کا خیال رکھیں کہ ابتدائی فہرستہائے انتخاب میں ان کے نام اور تمام ضروری تفاصیل درستی اور صحت کے ساتھ درج کی جائیں۔ اس سے نہ صرف ان تمام اشخاص کے نام فہرست میں درج ہو جائینگے جو ووٹ دینے کا حق رکھتے ہیں۔ بلکہ انہیں فہرست ہائے انتخاب پر نظر ثانی کے وقت دعاوی پیش کرنے کی ضرورت بھی نہیں رہیگی۔ اور وہ بہت سی تکلیف سے بچ جائیں گے۔ مظفر خاں ریفارمز کمشنر پنجاب

اصلاح دیہات کے بلیٹن

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

محکمہ اصلاح دیہات پنجاب نہایت قابل تعریف سرگرمی سے اپنی کارگذاریوں کو صوبہ بھر میں وسعت دے رہا ہے۔ اور اسے اپنے قیام کے قلیل عرصہ میں دیہاتی باشندوں کی توجہ صحت، صفائی اور معاشرتی سود و بہبود کے ان اہم مسائل کی طرف راغب کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ جن کے متعلق بیشتر ازیں وہ اپنے قدیمی اور غیر مبدل طریقوں کے باعث غیر ہمدردانہ رویہ اختیار رکھے ہوئے تھے۔ محکمہ مذکور کی کوششیں ابھی تک ابتدائی حفظان صحت انسانوں اور مویشیوں میں متعدی امراض کے انسداد اور صحت بخش زندگی بسر کرنے کے اصولوں کے متعلق تعلیم دینے تک محدود ہیں۔ ابھی حال میں محکمہ مذکور نے چیچک کا ٹیکہ کرانے ہوا اور روشنی کے انتظامات گڑھے کھودنے اور امراض مویشیان کے انسداد کے متعلق چار بلیٹن تیار کئے ہیں۔ یہ بلیٹن نہایت دیدہ زیب اور باتصویر ہیں۔ اور اصلاح دیہات کا پیغام غریب اور سادہ دیہاتیوں کے گھروں تک پہنچانے کیلئے ہر لحاظ سے موزوں ہیں۔ دیہاتی رقبوں میں انہیں وسیع پیمانہ پر تقسیم کیا گیا ہے۔ انمیں سے پہلا بلیٹن چیچک کے متعلق ہے جو ایک ایسی عام مصیبت ہے جس کے موسمی حملوں کا صوبہ کافی عادی ہو چکا ہے۔ اس بلیٹن میں بیماری کی ابتدا اور اسکے پھیلنے کے وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ اور اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ اس وبا کے انسداد کا واحد طریق یہی ہے کہ چیچک کا ٹیکہ کرایا جائے۔ اور دوبارہ ٹیکہ لگوایا جائے۔ دوسرے بلیٹن میں جو ہوا اور روشنی کے انتظام کے متعلق ہے کھلی ہوا اور روشنی کے فوائد کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو گھروں کی دیواروں میں صحیح قسم کے روشندان لگانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ تیسرا بلیٹن زمین میں گڑھے کھودنے کے متعلق ہے جن سے مواضعات نہ صرف بدبو اور بیماری سے بچے رہتے ہیں۔ بلکہ مکان اور گلیاں بھی صاف ستھری نظر آتی ہیں۔ چوتھے بلیٹن کا مضمون امراض مویشیان کا انسداد ہے۔ یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک دیہاتی کی صحت اور خوشحالی بہت حد تک اس کے مویشیوں پر منحصر ہے۔ وہ اس کے لئے کھیت میں کام کرنے فصلوں کیلئے کھاد مہیا کرنے اور دودھ اور اس کی ضمنی پیداوار

الفضل میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیے

الفضل کے خریدار بڑھائے جائیں

یوم التبلیغ کے متعلق محبان الفضل کا جو فرض تھا۔ وہ میں عرض کر چکا۔ اب اس کے نتائج سننے کا امید وار ہوں مجلس مشاورت کا سالانہ اجلاس ہو چکا ہے۔ اور ہر مقام کی جماعتیں اپنے اپنے کاموں کا محاسبہ کر رہی ہیں۔ میری گذارش ہے کہ الفضل کی توسیع اشاعت بھی ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ سو اپنی اپنی جگہ دیکھ لیجئے۔ کہ دوران سال میں آپ نے اس بارے میں کیا کوشش کی۔ خریداروں کی تعداد جتنی پہلے تھی۔ اتنی ہی ہے۔ اور اخراجات آمد سے زیادہ ہیں۔ پس ضروری ہے کہ الفضل کی توسیع اشاعت کیلئے خاص کوشش کیجائے۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی عرض کر دوں۔ کہ اردو ریویو آف ریلیجنز کی خریداری بھی ضروری چیز ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد سب کو معلوم ہے۔ اس کے خریدار بہت ہی کم ہیں۔ ان سب انجمنوں کو چاہیئے کہ اس سال کے خریدار بننے کیلئے تمام لکھے پڑھے احمدیوں کو تحریک کریں۔ اور خواتین جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ وہ اپنے اخبار مصباح کے خریدار بڑھائیں۔ تاکہ اس کے اخراجات آمد سے پورے ہوں۔ خوب یاد رکھو کہ آجکل جس جماعت کا پریس قوی ہوگا وہی ترقی پائے گی۔

مہتمم طبع و اشاعت۔ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

حکومت ہند نے دہلی سے ۳۰ مارچ کو ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ اس نے افغان گورنمنٹ کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی کہ دونوں ممالک کے مابین تجارتی معاہدہ کے امکانات پر غور کرنے کے لئے ایک وفد افغانستان بھیجا جائے چونکہ یہ تجویز منظور ہو گئی اس لئے مسٹر فنڈ سابق ممبر بورڈ آف ریونیو کی سرکردگی میں ایک وفد بھیجا گیا ہے جس کے ممبر لالہ شری رام دہلی اور سید مراتب علی لاہور ہیں۔ یہ وفد صرف تجارتی حالات کا مطالعہ کریگا۔ اسے کوئی معاہدہ کرنے کا اختیار نہیں۔

جاپان اور ہندوستان کے مابین جو تجارتی معاہدہ ہوا ہے۔ اس کی نگرانی کے لئے حکومت جاپان نے ہندوستان میں اپنا ایک ٹریڈ کمشنر مقرر کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔

احمد آباد میونسپلٹی نے شہر کی فصیل کو گرانے کے لئے دس ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔ یہ فصیل پانصد سال کی پرانی بنائی جاتی ہے

مسٹر اینڈریوز کی کوشش سے لندن میں مصیبت زدگان بہار کی امداد کے لئے ایک بین الاقوامی کمیٹی قائم ہوئی ہے۔ جس میں فرانس اور سوئزرلینڈ وغیرہ کے لوگ بھی شامل ہیں۔ یہ کمیٹی اپریل میں زلزلہ زدہ علاقہ کا دورہ کریگی۔ اور پھر اپنی رپورٹ شائع کرکے امدادی کام شروع کرے گی۔

حکومت ہند نے دہلی سے ۳۰ مارچ کو اعلان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے بحری ایکٹ مجریہ ۱۸۷۸ء کی دفعہ ۱۹ کے ماتحت "کانڈیشن آف انڈیا" نامی کتاب کا داخلہ برطانوی ہند میں ممنوع قرار دیا ہے۔ یہ کتاب دراصل اس وفد کی رپورٹ ہے جو انڈیا لیگ لنڈن نے ۱۹۳۲ء میں ہندوستان بھیجا تھا۔

دہلی سے ۳۰ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ مسلم لیگ کی کونسل کے اجلاس کے انعقاد کی تیاریاں مکمل ہو گئی ہیں مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام میں تبدیلی کرکے اسے مسلمانوں کی رہنمائی کے قابل بنانے کیلئے مختلف خیالات کے مسلم لیڈر باہم مشورہ کر رہے ہیں

الہ آباد سے ۳۰ مارچ کی خبر مظہر ہے۔ کہ ایک بستی میں عید اضحی کی تقریب پر ایک مسلمان بھینس ذبح کر رہا تھا۔ کہ ہندوؤں نے اس پر حملہ کرکے فرقہ وارفساد برپا کر دیا۔ مگر پولیس اور مجسٹریٹ نے فوراً پہنچ کر حالات پر قابو پا لیا۔ ۵۰ اشخاص حراست میں لے لئے گئے ہیں۔

فرینچ گورنمنٹ نے ہری پور سنٹرل جیل میں قیدیوں کی ٹریننگ کے لئے ایک سکول جاری کیا ہے جس میں ان کی فزیکل اور صنعتی ٹریننگ کا انتظام کیا گیا ہے۔ مذہبی تعلیم کے لئے بھی علیحدہ سٹاف مقرر کیا گیا ہے۔

سندھ ہندو کانفرنس جو ۳۰-۳۱ مارچ کو کراچی میں منعقد ہوئی۔ اس میں سرکاری ملازموں کو شمولیت کی ممانعت کرتے ہوئے کمشنر نے لکھا۔ کہ فرقہ وارانہ جذبات کی موجودہ حالت کے پیش نظر اس میں شامل ہونا کسی طرح بھی مفید نہیں ہو سکتا۔

گورنر جنرل نے کلکتہ سے ۲۹ مارچ کی اطلاع کے مطابق بنگال کریمینل لا اینڈ اسنڈنٹ ایکٹ کی جسے کونسل نے ۱۰ مارچ کو منظور کیا تھا منظوری دیدی ہے۔ اور بنگال گورنمنٹ نے اس کا گزٹ بھی کر دیا ہے۔

پونا سے ۲۹ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ راجہ بہادر موتی لال ملز میں آگ لگ گئی ہے۔ جس سے ایک حصہ بالکل جل گیا۔ نقصان کا اندازہ چار لاکھ روپیہ کیا جاتا ہے۔

اجودھیا میں عید کے موقعہ پر جو فساد ہوا۔ اس کے متعلق حکومت کی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ مسلمانوں نے باقاعدہ اجازت حاصل کرنے کے بعد مذبح میں قربانی کی۔ مگر ہندوؤں نے پھر بھی حملہ کرکے مذبح کو جلا دیا۔ بعض مکانات اور مساجد بھی نذر آتش کر دیں۔

کونسل آف سٹیٹ میں ۲۹ مارچ کو فنانس بل پاس ہو گیا۔ اس میں کئی ترمیم پیش کی گئیں۔ جو سب یکے بعد دیگرے گر گئیں۔ کارڈ کی قیمت دو پیسہ کر دینے کی تجویز محرک نے خود ہی واپس لے لی۔

آل انڈیا ہندی سمیلن نے جو مہاراجہ اندور کی صدارت میں بمقام دہلی منعقد ہوا ہے۔ ہندی پرچار کے لئے پانچ لاکھ روپیہ جمع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس کے لئے ۲۰ اشخاص پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی ہے۔ سمیلن کا اگلا اجلاس اندور میں منعقد ہوگا۔

کینٹن سے ۲۹ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ صوبہ کورنگ ٹنگ کے مشرقی ساحل پر طوفان آنے سے تین صد کشتیاں ڈوب گئیں۔ اور آٹھ صد اشخاص غرقاب ہو گئے۔

مہاراجہ کپورتھلہ نے ۲۹ مارچ کو پریذیڈنٹ مہابیرول کو اپنے محل میں بلا کر اس سے گفتگو کی۔ جو معلوم نہیں ہو سکی کیا تھی۔ اس دن تک گرفتاریوں کی تعداد ۲۱۶ ہے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۲۸ مارچ کو ایک ہندو ممبر نے یہ شکایت کی کہ ممبروں کی رہائش کے لئے جو کوارٹر بنائے گئے ہیں۔ ان میں سے کئی ایک کے دروازے شمال کی طرف ہیں ہندو شاستروں کے رو سے ایسے مکانات میں رہائش کی اجازت نہیں۔ سرنائس نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ مکانات ایسے طور پر تعمیر ہو گئے۔

گاندھی جی نے ۲۰ مارچ کو ریلیف کے کام کے سلسلہ میں مظفر پور میں کلکٹر کے بنگلہ پر جا کر اس سے ملاقات کی۔ اور ایک مختصر سی تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ افسران کو مؤدبانہ تعاون کی پیش کش میں نے اس لئے کی ہے۔ کہ جمہور کو بھاری مصیبت سے بچانے کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

آسٹرین گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ پچھلے دنوں وہاں جو فسادات ہوئے ہیں۔ ان کے انسداد کے لئے حکومت کو بیس لاکھ پونڈ کی رقم خرچ کرنی پڑی ہے۔

والئے بھوپال کی سب سے بڑی صاحبزادی شاہزادی عابدہ سلطان کے ہاں ۔ ۳۰ مارچ لڑکا تولد ہوا ہے۔ شاہزادی صاحبہ ولی عہد ریاست بھی ہیں۔ اور نواب صاحب کردائی کے عقد میں ہیں۔

مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے صدر منتخب نواب سر مزمل اللہ خاں چونکہ ناسازی طبع کے باعث اپنے فرائض کی بجاآوری سے قاصر ہیں۔ اس لئے ان کی جگہ سر عبدالقادر صدارت کرینگے۔

کانگرسی لیڈروں کی ایک کانفرنس ۳۱ مارچ کو دہلی میں ڈاکٹر انصاری کے مکان پر منعقد ہوئی۔ اور موجودہ سیاسی حالات کے متعلق متواتر چار گھنٹہ تک بات چیت ہوتی رہی۔ اگرچہ کارروائی کو پردہ اخفا میں رکھا گیا ہے۔ تاہم پرتاپ کے نامہ نگار کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ سوال درپیش تھا۔ کہ گاندھی جی سے درخواست کی جائے کہ وہ انفرادی سول نافرمانی کو واپس لے لیں۔ ممبران کی اکثریت نے اس تحریک کو بند کر دینے کے حق میں رائے دی۔

کپورتھلہ سے ۳۱ مارچ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب نے ہندوؤں اور سکھوں کے ایک وفد سے کہا ہے کہ انہوں نے ان کے تمام مطالبات منظور کر لئے ہیں۔ گرفتار شدگان کو رہا کر دینے کے احکام صادر کر دئے ہیں۔ اور کہ وہ بحالئے صحت کے لئے یورپ جا رہے ہیں۔ اخبار ویر بھارت لاہور کے حدود ریاست میں داخلہ کی ممانعت کے احکام بھی منسوخ کر دئے گئے ہیں۔ مہاراجہ صاحب نے ایک پبلک اجتماع میں بھی جو ان کے محل کے سامنے جمع تھا۔ ان باتوں کا اعلان کیا۔ چنانچہ ۱۹ روز کے بعد ہڑتال بند کر دی گئی ہے۔ اور تمام ایجی ٹیشن کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

شنگھائی سے ایک خبر مظہر ہے۔ کہ حکومت نے ایک قانون نافذ کیا ہے جس کے رو سے ان تمام عورتوں کو جن کی عمر ۴۵ سال سے کم ہے۔ لازماً اپنے بال کٹوانے پڑینگے۔

پیرس پولیس نے ۳۰ مارچ کو مختلف مقامات پر چھاپے مار کر خفیہ بارودخانوں کا سراغ لگایا۔ اور ۲۵۰ بم پکڑے۔ جو انقلاب پسندوں نے بغاوت کرنے کے لئے جمع کر رکھے تھے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی